تقریر

تقریر بابت اسلامی اصطلاحات

وقت 5-7 منٹ

مقاماتِ حج، شعائرُ اللہ اور اسلامی اصطلاحات میں شامل

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَیۡتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیۡ بِبَکَّۃَ مُبٰرَکًا وَّ ھُدًی لِّلۡعٰلَمِیۡنَ ۚ﴿﴾ فِیۡہِ اٰیٰتٌۢ بَیِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبۡرٰہِیۡمَ ۬ۚ وَ مَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا ؕ وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الۡبَیۡتِ مَنِ اسۡتَطَاعَ اِلَیۡہِ سَبِیۡلًا ؕ وَ مَنۡ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الۡعٰلَمِیۡنَ ﴿﴾

یقیناً پہلا گھر جو بنی نوع انسان (کے فائدے) کے لئے بنایا گیا وہ ہے جو بَکّہ میں ہے۔ (وہ) مبارک اور باعث ہدایت بنایا گیا تمام جہانوں کے لئے۔ اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں (یعنی) ابراہیم کا مقام۔ اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن پانے والا ہو گیا۔ اور لوگوں پر اللہ کا حق ہے کہ وہ (اس کے) گھر کا حج کریں (یعنی) جو بھی اس (گھر) تک جانے کی استطاعت رکھتا ہو اور جو انکار کر دے تو یقیناً اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

چل رہی ہے نسیم رحمت کی
جو دعا کیجئے قبول ہے آج

معزز سامعین! مجھے آج اسلامی اصطلاحات کے تسلسل میں مقاماتِ حج جو شعائرُ اللہ میں سے ہیں بات کرنی ہے۔ اسلامی عبادات بالخصوص حج جیسی عبادت کا مغز اور اُس کی اصل روح تقرّب الیٰ اللہ اور تقویٰ کا حصول ہے۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے۔ اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے۔ سمجھنا چاہیے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشُّق باللہ اور محبتِ الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اُسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پرواہ ہو، نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو، جیسے عاشق اور محبّ اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے۔ جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 102-103، ایڈیشن 2003ء)

سامعین! حج بجالانے کے لئے مکہ مکرمہ جانا ہوتا ہے اور اس کے ارد گرد کے علاقے بابرکت اور مقدس ہیں جہاں ہر ایک کو زیارت کرنے کا حکم ہے۔ یہی وہ بابرکت شہر اور بستی ہے جو ابتدائے دنیا سے ارضِ حرم اور حج کا مقام ہے۔ یہ وہ مقدس سرزمین اور علاقہ ہے جو اپنے دامن میں والہانہ عشق و محبت کی بے شمار اور ان گنت داستانوں کو سموئے ہوئے ہے۔ یہی وہ بستی ہے جو بیت اللہ، بیت الحرام، مسجد حرام، بیت عتیق (پرانا گھر) اور قبلہ جیسے مبارک ناموں سے موسوم ہے۔

اس قدیم گھر کی وجہ سے اس علاقے کو ”حرم“ کا مقام ملا جس بنا پر اس میں موجود ہر چیز کو امن و امان حاصل ہو گیا۔ یہاں تک کہ اس میں موجود درخت اور خود رَو نباتات بھی کاٹے جانے سے محفوظ ہو گئے نیز پرندوں اور جانوروں کو بھی امان حاصل ہوئی۔ نہ تو انہیں مارا جاسکتا ہے اور نہ ہی ڈرایا بھگایا جاتا ہے۔ سوائے موذی جانوروں اور کیڑے مکوڑوں کے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: وَمَنۡ دَخَلَہٗ کَانَ اٰمِنًا (آل عمران: 98) اور جو بھی اس میں داخل ہوا وہ امن پانے والا ہو گیا۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح مکہ کے دن فرمایا: اس شہر کو اللہ نے حرم قرار دیا ہے۔ اس کا کانٹا نہ توڑا جائے اور نہ اس کا شکار بھگایا جائے اور نہ اس کی گری پڑی چیز کوئی اُٹھائے، سوائے اس شخص کے جو اُس کی شناخت کرائے۔

(صحیح بخاری کتاب الحج بَاب فَضلُ الحَرَمِ حدیث نمبر 1587)

ایک روایت میں اَذخر گھاس کے کاٹنے اور اُسے استعمال میں لانے کی اجازت ہے۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر1834)

عربی زبان میں "حرم" قابل تعظیم اور محفوظ شے کو کہتے ہیں۔ جس کی حمایت اور حفاظت اور ادب ہر انسان کے لیے ضروری ہو۔ شرعی اصطلاح میں "حرم" سے مراد بیت اللہ کا وہ احاطہ ہے جسے بیت اللہ کی وجہ سے حرم یعنی قابل ادب اور امن کی جگہ بنا دیا گیا ہے۔ یہاں ہر قسم کا جنگ و جدال اور خلافِ شریعت فعل قطعاً ممنوع ہے۔ حرم کا یہ مفہوم مکہ مکرمہ اور اس کے مضافات پر بھی اطلاق پاتا ہے۔ مکہ مکرمہ کے خاص علاقے اور شکار گاہیں وغیرہ بھی حرم میں شامل ہیں۔

میقات

حرم کی حدود مکہ مکرمہ کے چاروں طرف پھیلی ہوئی ہیں البتہ یہ حدود ہر طرف ایک جیسی نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے مکہ مکرمہ کی طرف آنے والے بڑے بڑے راستوں پر حدود حرم کی نشاندہی کر کے نشانات لگا دیے گئے ہیں تاکہ حرم کے علاقے کا تعین ہو سکے۔ جن کا ذکر اختصار سے پیش ہے۔

تنعیم یعنی مسجدِ عائشہ، مسجدِ حرام سے جانب شمال مکہ، مدینہ روڈ پر ساڑھے سات کلومیٹر کی دوری پر واقع ہے۔ حدودِ حرم میں سے سب سے نزدیک حدِ حرم یہی ہے۔ اس مبارک مسجد کی تعمیر اس جگہ پر ہوئی ہے جہاں اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے 9ھ میں حج الوداع کے موقع پر عمرہ کے احرام کی نیت کی تھی۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر1518)

جِعرانہ

جِعرانہ مسجد حرام سے شمال مشرق سمت میں 24 کلومیٹر کے فاصلے پر ایک بستی کا نام ہے۔ ایک سڑک اس کو مکہ سے ملاتی ہے۔ یہاں ایک مسجد ہے جہاں سے اہل مکہ عمرہ کی نیت کرتے ہیں۔

حدیبیہ

یہ جگہ حدود حرم سے باہر مکہ جدہ کی قدیم شاہراہ پر ایک مقام ہے، یہاں حدیبیہ نام کا ایک کنواں ہے جس کی نسبت کی وجہ سے جگہ کا نام بھی حدیبیہ پڑ گیا۔ اس جگہ ایک مسجد تعمیر کی گئی ہے، یہ جگہ مسجد حرام سے چوبیس کلومیٹر کے فاصلے پر ہے اور یہاں سے حرم کی حدود دو کلومیٹر پر واقع ہیں۔

مقامِ نخلہ

مکہ اور طائف کے درمیان نخلہ ایک مقام ہے جو مشرق اور شمال کی سمت میں حرم مکہ کی حد ہے۔ اس کی دو جہتیں ہیں ایک جہت نخلہ یمانی کہلاتی ہے، یہ طائف سے بائیں ہاتھ پر ہے اور دوسرے کو نخلہ شامی کہتے ہیں جو مکہ سے 45 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ اس مقام نخلہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے دسویں سال مشہور سفر طائف سے واپسی پر ٹھہرے تھے۔

اضاۃ لَبن

یہ ایک جھیل نما مقام ہے، لَبن دودھ کو کہتے ہیں اس کے نزدیک پہاڑ کا رنگ سفیدی مائل ہے۔ اس مناسبت سے اس جگہ کو اس نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ یہ جنوبی سَمت میں حدِ حرم ہے، یہاں سے مسجد حرام کی مسافت 16 کلومیٹر ہے۔

اہل حرم

اہل حرم سے مراد وہ لوگ ہیں جو مکہ مکرمہ میں قیام پذیر ہیں، اسی طرح وہ لوگ بھی اہل حرم کہلاتے ہیں جو حدود حرم کے اندر رہتے ہیں، یہ حج کا احرام اپنی رہائش گاہ سے ہی باندھیں گے۔

اہل حِلّ

وہ لوگ اہل حِلّ کہلاتے ہیں جن کی رہائش میقات اور حدِ حرم کے درمیان ہو۔ یہ لوگ حج وعمرہ کا احرام اپنے گھر سے باندھیں گے۔

آفاقی

وہ لوگ جو حدودِ میقات سے باہر رہتے ہیں، وہ حج وعمرہ کا احرام اپنے اپنے میقات سے باندھتے ہیں۔

احرام

مکہ مکرمہ کے گرد ان مقررہ جگہوں سے جن کا ذکر مَیں اوپر کر آیا ہوں، احرام باندھ کر حج یا عمرہ کی نیت کی جاتی ہے۔ مکہ مکرمہ کے گرد اُن جگہوں کو میقات کہتے ہیں جہاں سے احرام باندھ کر حج یا عمرہ کرنے والے آگے جاسکتے ہیں۔ سنت یہ ہے کہ حج یا عمرہ کی نیت سے آنے والے میقات کے مقام پر پہنچ کر وضو کرے یا نہائے۔ خوشبو لگائے۔ مرد دو صاف بے سلی چادریں پہنے۔ ایک بصورت تہ بند باندھے اور دوسری بصورت چادر اوڑھے۔ سر ننگا رکھے۔ عورت اُسی لباس میں جو اُس نے پہن رکھا ہے حج کر سکتی ہے۔ البتہ عام حالات میں احرام کے بعد اپنا منہ ننگا رکھے اس پر نقاب نہ ڈالے۔ سوائے اس کے کہ کسی نامحرم کا آمنا سامنا ہو اور اُس سے پردہ کرنا ضروری ہو جائے۔ احرام باندھنے کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے چاہئیں اور پھر حج کی نیت کرتے ہوئے تلبیہ کہے۔ تلبیہ احرام کا ضروری حصہ ہے۔ تلبیہ یہ ہے: لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ لَبَّيْكَ لَا شَرِيكَ لَكَ لَبَّيْكَ۔ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيكَ لَكَ یعنی مَیں حاضر ہوں۔ اے میرے اللہ! مَیں حاضر ہوں۔ مَیں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ مَیں حاضر ہوں۔ ہر خوبی اور ہر ایک نعمت تیری ہی ہے اور بادشاہی بھی تیری ہی ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں۔

(صحیح بخاری حدیث نمبر 1549)

الغرض یہ مقدس گھر، یہ شہر اور اس کے ارد گرد مقامات ایسی جگہیں ہیں جہاں اللہ تعالیٰ کے سینکڑوں عظیم الشان نشان ظاہر ہوئے۔ اس جگہ کا چپہ چپہ گواہ ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خاطر قربانیاں دیتے اور اُس کی خاطر اپنا سب کچھ قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں کبھی ضائع نہیں ہونے دیتا بلکہ وہ حیاتِ جاودانی سے ہمکنار کر دیے جاتے ہیں۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے بے شمار نشانیاں موجود ہیں جن کو دیکھنے سے انسان کو یقین محکم حاصل ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان نشانیوں کی یاد کو تازہ کرنے، اپنے ایمانوں کی مضبوطی اور ان کی حلاوت کے لیے مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ کعبہ اور دوسرے شعائر اللہ کی زیارت کریں اور اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ کس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے تمام وعدوں کو پورا کر دکھایا ہے۔

بیت اللہ توحید باری تعالیٰ کا پہلا گھر ہے۔ یہی وہ مبارک گھر ہے جس کے بارے میں دنیا بھر کے مسلمانوں کو یہ حکم ہوا کہ وہ نماز قائم کرتے وقت اپنا رُخ اس کی طرف کر لیا کریں۔

حجر اسود اور اس کا اِستلام

حجرِ اسود وہ سیاہ پتھر ہے جو کعبہ کی جنوب مشرقی دیوار میں نصب ہے۔ یہ شعائر اللہ میں سے ہے۔ اِسے بوسہ دینا مسنون ہے۔ اگر ایسا نہ کر سکیں تو اپنے ہاتھ سے اُسے چھوئیں اور اگر یہ بھی ناممکن ہو تو ہاتھ کے اشارے سے اُسے چوما جائے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹ پر سوار ہو کر بیت اللہ کا طواف کیا۔ جب آپ حجر اسود کے پاس آتے تو آپؐ اس کی طرف کسی چیز سے جو آپؐ کے پاس تھی، اشارہ کر کے اللہ اکبر کہتے۔

(صحیح بخاری کتاب الحج حدیث نمبر 1613)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام حج کی حکمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"محبت کے عالم میں انسانی روح ہر وقت اپنے محبوب کے گرد گھومتی ہے اور اس کے آستانہ کو بوسہ دیتی ہے۔ ایسا ہی خانہ کعبہ جسمانی طور پر محبانِ صادق کے لئے ایک نمونہ دیا گیا ہے اور خدا نے فرمایا کہ دیکھو! یہ میرا گھر ہے اور یہ حجرِ اسود میرے آستانہ کا پتھر ہے اور ایسا حکم اِس لئے دیا کہ تا انسان جسمانی طور پر اپنے ولولہ عشق اور محبت کو ظاہر کرے سو حج کرنے والے حج کے مقام میں جسمانی طور پر اُس گھر کے گرد گھومتے ہیں ایسی صورتیں بنا کر کہ گویا خدا کی محبت میں دیوانہ اور مست ہیں۔ زینت دُور کر دیتے ہیں سر منڈوا دیتے ہیں اور مجذوبوں کی شکل بنا کر اس کے گھر کے گرد عاشقانہ طواف کرتے ہیں اور اس پتھر کو خدا کے آستانہ کا پتھر تصور کر کے بوسہ دیتے ہیں اور یہ جسمانی ولولہ رُوحانی تپش اور محبت کو پیدا کر دیتا ہے اور جسم اس گھر کے گرد طواف کرتا ہے اور سنگِ آستانہ کو چومتا ہے اور رُوح اُس وقت محبوب حقیقی کے گرد طواف کرتا ہے اور اس کے رُوحانی آستانہ کو چومتا ہے اور اس طریق میں کوئی شرک نہیں ایک دوست جانی کا خط پا کر بھی اُس کو چومتا ہے کوئی مسلمان خانہ کعبہ کی پرستش نہیں کرتا اور نہ حجرِ اسود سے مرادیں مانگتا ہے بلکہ صرف خدا کا قرار دادہ ایک جسمانی نمونہ سمجھا جاتا ہے وبس۔ جس طرح ہم زمین پر سجدہ کرتے ہیں مگر وہ سجدہ زمین کے لئے نہیں ایسا ہی ہم حجرِ اسود کو بوسہ دیتے ہیں مگر وہ بوسہ اس پتھر کے لئے نہیں پتھر تو پتھر ہے جو نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے نہ نقصان مگر اُس محبوب کے ہاتھ کا ہے جس نے اُس کو اپنے آستانہ کا نمونہ ٹھہرایا۔"

(چشمۂ معرفت، روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 100-101)

طوافِ کعبہ

اِستلام کے بعد حجرِ اسود کی دائیں جانب سے طواف شروع کرنا ہوتا ہے اور بیت اللہ کے گرد سات چکر مکمل کرنے ہوتے ہیں۔ چونکہ حطیم بھی کعبہ کا حصہ ہے اس لیے چکر لگاتے ہوئے اس کے باہر سے گزرنا ہوتا ہے۔ ہر چکر مکمل ہونے پر حجرِ اسود کا اِستلام کرنا چاہیے۔ رکنِ یمانی کا اِستلام بھی مستحسن ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مکہ میں) آئے۔ آپؐ نے بیت اللہ کا سات بار طواف کیا۔ پھر آپؐ نے مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعتیں پڑھیں اور صفا و مروہ کے درمیان طواف کیا۔ پھر انہوں نے کہا: تمہارے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں عمدہ نمونہ ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الحج حدیث نمبر 1623)

حطیم

حطیم یا حجر اسماعیل، مسجد حرام کے مطاف میں خانہ کعبہ کے شمال میں واقع نصف دائرے کی شکل میں ایک دیوار ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کے پاس حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی والدہ کے لیے ایک جھونپڑی نما سائبان بنا دیا تھا، یہ حصہ بیت اللہ سے باہر تھا لیکن جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کرتے وقت حطیم کا کچھ حصہ کعبہ میں شامل کر لیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے (حطیم کی) دیوار کے متعلق پوچھا کہ کیا وہ بیت اللہ کا (حصہ) ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں۔

(صحیح بخاری کتاب الحج حدیث نمبر 1584)

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں چاہتی تھی کہ کعبہ میں داخل ہو کر نماز پڑھوں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے حطیم میں لے گئے پھر فرمایا: حطیم میں نماز پڑھو۔ اگر تم بیت اللہ میں داخل ہونا چاہتی ہو تو یہ بھی اس کا ایک حصہ ہے لیکن تمہاری قوم نے کعبہ کی تعمیر کے وقت اس کی تعظیم چھوڑ دی اور اسے کعبہ سے نکال دیا۔

(جامع ترمذی)

ملتزم

حجرِ اسود والے کونے اور خانہ کعبہ کے دروازے کی درمیانی جگہ کو ملتزم کہتے ہیں۔ یہ قبولیت دعا کی جگہ ہے اس مقام پر سنت یہ ہے کہ بیت اللہ کی دیوار سے اس طرح چمٹ کر دعائیں کی جائیں کہ رخسار، سینہ اور ہاتھ چمٹے ہوئے ہوں۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمروؓ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے طواف کیا، نماز پڑھی پھر حجرِ اسود کا بوسہ لینے کے بعد حجرِ اسود اور دروازے کے درمیان اس طرح کھڑے ہوئے کہ اپنے سینے، ہاتھ اور رخسار کو دیوار سے چمٹایا، پھر فرمایا: "مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح کرتے ہوئے دیکھا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ، المناسك حدیث نمبر 2962)

کعبۃ اللہ کا اندرونی حصہ

کعبہ کا اندرونی حصہ بہت بابرکت ہے جہاں اگر کسی کو اندر جانے کی سعادت مل جائے وہ بہت خوش قسمت ہے۔

خانہ کعبہ کی چھت پر اگر جانے کا موقع مل جائے تو کیا ہی بات ہے۔ یہ قبولیتِ دعا کی گھڑیاں ہوتی ہیں۔ اِس کے دروازے کو چھونا بھی برکت کا باعث ہے۔

کعبہ کا غلاف

یہ وہ پردہ ہے جو کعبہ کی عمارت پر لٹکایا گیا ہے۔ اِس کی تاریخ بہت پُرانی ہے۔ لکھا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی یمنی کپڑے سے تیار شدہ غلاف سے کعبہ کو مزین فرمایا تھا۔ آپ کے بعد بھی خلفاء، امراء اور بادشاہوں نے اس کا اہتمام جاری رکھا اور ہمیشہ کعبہ شریف کو غلاف سے آراستہ کیا جاتا رہا۔ موجودہ غلاف کعبہ خالص ریشم سے تیار ہوتا ہے جس پر کالا رنگ چڑھایا جاتا ہے، اس غلاف پر عمدہ کڑھائی اور اعلیٰ طریق کی کشیدہ کاری کے ذریعہ مختلف عبارتیں مرقوم ہوتی ہیں۔

مطاف یعنی طواف کی جگہ

خانہ کعبہ کے چاروں طرف کھلا ہوا حصہ جس پر حجّاج طواف کرتے ہیں، مطاف کہلاتا ہے۔ اب اِس میں زمزم کے کنویں کی مستقل تعمیر، منبر مقام ابراہیم کی تعمیر اور چار محرابیں شامل ہیں جن میں ائمہ اربعہ کے مصلے تھے۔

رکن یمانی

خانہ کعبہ کا جنوب مغربی کونہ چونکہ یمن کی سمت ہے اس لیے اسے "رکن یمانی" کہتے ہیں طواف کے وقت اس کونے کو ہاتھ سے چھونا یا اُسے بوسہ دینا مستحب ہے۔

(فقہ احمدیہ حصہ اوّل صفحہ 324)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت اللہ کے صرف دو یمنی رکنوں کو چھوتے دیکھا۔

(مسلم، کتاب الحج)

زمزم کا چشمہ

زمزم وہ مبارک چشمہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے پیروں کے نیچے سے جاری ہوا۔ یہ مبارک چشمہ حجر اسود کے مشرق پر واقع ہے۔ آج کل اس کنویں کو شیشے کی دیوار سے محفوظ کر دیا گیا ہے جس سے کنویں کو بآسانی دیکھا جاسکتا ہے۔

مقام ابراہیم

بیت اللہ کے دروازہ اور ملتزم کے سامنے ایک گنبد نما چھوٹی سی عمارت قبہ ہے۔ اس میں وہ پتھر رکھا ہوا ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ کی دیواریں چنی تھیں۔ اس جگہ کو "مقام ابراہیم" کہتے ہیں۔ طواف کے سات چکر لگانے کے بعد دو رکعتیں ادا کرنا واجب ہیں۔ ان دو رکعت کا "مقام ابراہیم" میں ادا کرنا زیادہ ثواب کا موجب ہے یعنی ایسے نوافل جو سنت ابراہیمی کی یاد کو تازہ کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهٖمَ مُصَلًّى (البقرۃ:126) اور ابراہیم کے مقام میں سے نماز کی جگہ پکڑو اور اللہ تعالیٰ نے مقام ابراہیم کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی قرار دیتے ہوئے فرمایا: فِيْهِ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ مَّقَامُ اِبْرٰهِيْمَ (آل عمران:98) اس میں کھلے کھلے نشانات ہیں (یعنی) ابراہیم کا مقام۔

صفا و مروہ

خانہ کعبہ کا طواف کرنے کے بعد صفا اور مروہ کے درمیان سات چکر لگانے کو سعی کہتے ہیں۔ پہلے صفا کے پاس آنا چاہیے اور بیت اللہ کی طرف منہ کرکے اور ہاتھ اٹھا کر اپنے ربّ کے حضور دعا مانگے۔ درود شریف پڑھے، تلبیہ اور تکبیر کہے پھر یہاں سے مروہ پر جائے اور مروہ پر بھی اسی طرح دعائیں مانگنی چاہئیں۔ یوں ایک چکر مکمل ہو جائے گا۔ اس کے بعد صفا کی طرف جانے سے دوسرا چکر مکمل ہو گا۔ یوں سات چکر مکمل کیے جائیں۔ سعی کی اس جگہ کو مسعیٰ کہا جاتا ہے۔

منٰی

مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب وادی منٰی ہے۔ اس میدان کی خاص بات وہ تین پتھر ہیں جن کو جمرہ یا شیطان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان تین پتھروں کے نام یہ ہیں: جَمرَۃُ الاُوْلٰی۔ جَمرَۃُ الوُسطٰی۔ جَمرَۃُ العقبَہ۔ حج کرنے والے تو آٹھ ذوالحجہ کو منٰی میں آکر یہیں پر نماز ظہر و عصر اور مغرب وعشاء ادا کرتے ہیں۔ رات اسی جگہ قیام کے بعد نو ذوالحجہ کی نماز فجر ادا کرتے ہیں۔ دس، گیارہ، بارہ اور تیرہ ذوالحجہ کو منٰی میں ان جمرات کو کنکریاں ماری جاتی ہیں۔ جسے "رمی الجمار" کہا جاتا ہے۔

میدان عرفات

مکہ مکرمہ سے مشرق کی جانب عرفات کا میدان ہے جسے عرفہ بھی کہتے ہیں۔ اس میدان میں نو ذوالحجہ کو تمام حج کرنے والے جمع ہوتے ہیں۔ ظہر کے وقت سے لے کر سورج غروب ہونے تک اس جگہ قیام کیا جاتا ہے اس عمل کو وقوفِ عرفہ کہتے ہیں۔ غروب آفتاب کے بعد یہاں سے نماز مغرب ادا کیے بغیر روانگی ہوتی ہے۔ اسی میدان میں ایک پہاڑی کا نام جبل الرحمت ہے۔ میدانِ عرفات وقوف حج کا اہم ترین حصہ ہے۔ اگر کسی وجہ سے یہ رہ جائے تو اس سال حج نہیں ہو گا۔ میدان عرفات وہی مبارک مقام ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی یادگار قربانی کا واقعہ پیش آیا تھا۔ جسے خدا تعالیٰ نے ذبحِ عظیم قرار دیا ہے۔ اُس یاد میں ہر سال لاکھوں فرزندان توحید اپنے جانور ذبح کرتے ہیں۔

مزدلفہ

عرفات کے میدان سے منٰی کی جانب تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک اور میدان ہے جو مزدلفہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ عرفات سے واپسی پر حج کرنے والے اس میدان میں رات بسر کرتے ہیں اور یہیں پر نماز مغرب وعشاء جمع کرکے پڑھتے ہیں۔ دس ذوالحجہ کی نماز فجر بھی اسی جگہ ادا کی جاتی ہے۔ مزدلفہ میں واقع پہاڑی مشعرالحرام کے پاس جاکر بکثرت ذکر الٰہی کرنے کا خدا تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے۔

مَناسِک حج ایک نظر میں

مَناسِک۔ منسک کی جمع ہے۔ جس کا مطلب حج کے ارکان یا حاجیوں کی عبادت کے مقامات ہے۔ جہاں انسان ناسک حق کی جستجو میں الفت ومحبت کی تصویر بنے، وارفتگی کے عالم میں، گہری وابستگی کا اظہار کرتے ہوئے، خشوع وخضوع کی حالت میں لیکن نہایت اِنضِباط اوقات (وقت کی پابندی) کے ساتھ ان تمام مناسک کو ادا کرتا ہے۔

مناسک حج کی غرض وغایت کو بیان کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام خطبہ الہامیہ میں فرماتے ہیں:

”اس پوشیدہ بھید کی طرف خدا تعالیٰ کی کلام میں اشارت کی گئی ہے۔ چنانچہ خدا جو اَصدق الصادقین ہے اپنے رسول کو فرماتا ہے کہ ان لوگوں کو کہہ دے کہ میری نماز اور میری عبادت اور میری قربانی اور میری زندگی اور میری موت سب اس خدا کے لیے ہے جو پروردگار عالمیاں ہے پس دیکھ کہ کیونکر نُسُكْ کے لفظ کی حیات اور ممات کے لفظ سے تفسیر کی ہے اور اس تفسیر سے قربانی کی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ پس اے عقلمندو! اس میں غور کرو اور جس نے اپنی قربانی کی حقیقت کو معلوم کرکے قربانی ادا کی اور صدقِ دل اور خلوصِ نیت کے ساتھ ادا کی، پس بہ تحقیق اس نے اپنی جان اور اپنے بیٹوں اور اپنے پوتوں کی قربانی کردی اور اس کے لئے اجر بزرگ ہے جیسا کہ ابراہیم کے لئے اس کے ربّ کے نزدیک اجر تھا اور اسی کی طرف ہمارے سید برگزیدہ اور رسول برگزیدہ نے جو پرہیزگاروں کا امام اور انبیاء کا خاتم ہے اشارہ کیا اور فرمایا اور وہ خدا کے بعد سب سچوں سے زیادہ تر سچا ہے۔ بہ تحقیق قربانیاں وہی سواریاں ہیں کہ جو خدا تعالیٰ تک پہنچاتی ہیں اور خطاؤں کو محو کرتی ہیں اور بلاؤں کو دور کرتی ہیں۔ یہ وہ باتیں ہیں جو ہمیں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے پہنچیں جو سب مخلوق سے بہتر ہیں ان پر خدا تعالیٰ کا سلام اور برکتیں ہوں اور آنجناب نے ان کلمات میں قربانیوں کی حکمتوں کی طرف فصیح کلموں کے ساتھ جو موتیوں کی مانند ہیں اشارہ فرمایا ہے۔ پس افسوس اور کمال افسوس ہے کہ اکثر لوگ ان پوشیدہ نکتوں کو نہیں سمجھتے اور اس وصیت کی پیروی نہیں کرتے۔“

(خطبہ الہامیہ، روحانی خزائن جلد16 صفحہ 43۔45)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

” اس عید پر جس کے خاص حوالے سے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ تمہارے ظاہری عمل اگر وہ تقویٰ سے خالی ہیں تمہیں اللہ کا مقرب نہیں بناسکتے۔ ہم میں سے ہر ایک کو یہ عہد کرنا چاہیے کہ ہم نے اس معیار کے مطابق اپنے آپ کو لانا ہے اور اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کی کوشش کرنی ہے جہاں ہمارا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو۔ اگر ہم اس پر عمل کرنے کا عہد کرتے ہیں اور اس کے لیے کوشش کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے مطابق ضرور ہمیں وہ کچھ عطا فرمائے گا جس کا اس نے تقویٰ پر چلنے والوں سے وعدہ فرمایا ہے اور مخالفین کی مخالفتیں ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں اور ہمارے لیے کوئی افسوس کی بات نہیں ہوگی کہ ہمیں جانوروں کی قربانی سے روکا گیا ہے اور اگر اللہ تعالیٰ کی رضا نہیں تو پھر قربانی کرکے بھی ہمارے لیے کوئی حقیقی خوشی کا مقام نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ کی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اس کے مطابق اپنی زندگیاں گزارنے کی توفیق عطا فرمائے۔“ (آمین)

(کمپوزڈ: زاہد محمود)

✡✡✡✡